قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 23 جولائی 2020ء | 02 ذوالحجہ 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 175

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ”اَللّٰهُمَّ فَأَيُّمَا مُؤۡمِنٍ سَبَبۡتُهُ، فَاجۡعَلۡ ذٰلِكَ لَهُ قُرۡبَةً إِلَيۡكَ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ“

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من آذیتہ فاجعلہ لہ زکاۃ و رحمۃ۔ حدیث نمبر ۶۳۶۱)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ:۔
اے اللہ! جس مومن کو مَیں نے سخت الفاظ کہے ہوں تو تُو اس بات کو قیامت کے دن اس شخص کے لئے اپنے قریب ہونے کا ایک ذریعہ بنا دے۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

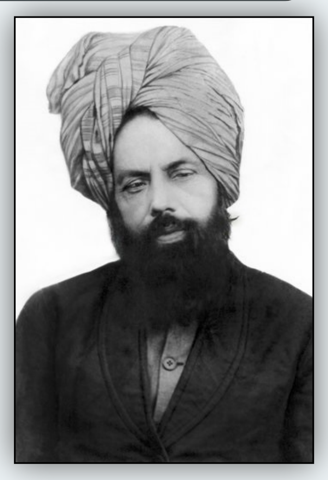

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وحشیوں کو انسان اور انسان سے بااخلاق انسان اور پھر باخدا انسان بنا دیا

”دنیا میں ایک رسول آیا تا کہ ان بہروں کو کان بخشے کہ جو نہ صرف آج سے بلکہ صدہا سال سے بہرے ہیں۔ کون اندھا ہے اور کون بہرا، وہی جس نے توحید کو قبول نہیں کیا اور نہ اس رسول کو جس نے نئے سرے سے زمین پر توحید کو قائم کیا۔ وہی رسول جس نے وحشیوں کو انسان بنایا اور انسان سے بااخلاق انسان یعنی سچے اور واقعی اخلاق کے مرکز اعتدال پر قائم کیا۔ اور پھر بااخلاق انسان سے باخدا ہونے کے الٰہی رنگ سے رنگین کیا۔ وہی رسول، ہاں وہی آفتاب صداقت جس کے قدموں پر ہزاروں مُردے شرک اور دہریت اور فسق اور فجور کے جی اٹھے اور عملی طور پر قیامت کا نمونہ دکھلایا۔ نہ یسوع کی طرح صرف لاف وگزاف۔ جس نے مکّہ میں ظہور فرما کر شرک اور انسان پرستی کی بہت سی تاریکی کو مٹایا۔ ہاں دنیا کا حقیقی نور وہی تھا جس نے دنیا کو تاریکی میں پا کر فی الواقع وہ روشنی عطا کی کہ اندھیری رات کو دن بنا دیا۔ اس کے پہلے دنیا کیا تھی اور پھر اس کے آنے کے بعد کیا ہوئی؟ یہ ایک سوال نہیں ہے جس کے جواب میں کچھ دقّت ہو۔ اگر ہم بے ایمانی کی راہ اختیار نہ کریں تو ہمارا کانشنس ضرور اس بات کے منوانے کے لئے ہمارا دامن پکڑے گا کہ اس جنابؐ عالی سے پہلے خدا کی عظمت کو ہر ایک ملک کے لوگ بھول گئے تھے اور اس سچے معبود کی عظمت اوتاروں اور پتھروں اور ستاروں اور درختوں اور حیوانوں اور فانی انسانوں کو دی گئی تھی اور ذلیل مخلوق کو اس ذوالجلال و قدوس کی جگہ پر بٹھایا تھا اور یہ ایک سچا فیصلہ ہے کہ اگر یہ انسان اور حیوان اور درخت اور ستارے درحقیقت خدا ہی تھے جن میں سے ایک یسوع بھی تھا تو پھر اس رسول کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ لیکن اگر یہ چیزیں خدا نہیں تھیں تو وہ دعویٰ ایک عظیم الشان روشنی اپنے ساتھ رکھتا ہے جو حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ کے پہاڑ پر کیا تھا۔ وہ کیا دعویٰ تھا وہ یہی تھا کہ آپؐ نے فرمایا کہ خدا نے دنیا کو شرک کی سخت تاریکی میں پا کر اس تاریکی کو مٹانے کے لئے مجھے بھیج دیا۔ یہ صرف دعویٰ نہ تھا بلکہ اس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعویٰ کو پورا کر کے دکھلا دیا۔ اگر کسی نبی کی فضیلت اس کے ان کاموں سے ثابت ہو سکتی ہے جن سے بنی نوع کی سچی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اے سب لوگو! اٹھو اور گواہی دو کہ اس صفت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں۔ ... اندھے مخلوق پرستوں نے اس بزرگ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو شناخت نہیں کیا جس نے ہزاروں نمونے سچی ہمدردی کے دکھلائے۔ لیکن اب مَیں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت پہنچ گیا ہے کہ یہ پاک رسولؐ شناخت کیا جائے۔ چاہو تو میری بات کو لکھ رکھو کہ اب کے بعد مردہ پرستی روز بروز کم ہو گی یہاں تک کہ نابود ہو جائے گی۔ کیا انسان خدا کا مقابلہ کرے گا؟۔ کیا ناچیز قطرہ خدا کے ارادوں کو رد کر دے گا؟۔ کیا فانی آدم زاد کے منصوبے الٰہی حکموں کو ذلیل کر دیں گے؟ اے سننے والو سنو! اور اے سوچنے والو سوچو! اور یاد رکھو کہ حق ظاہر ہو گا اور وہ جو سچا نور ہے چمکے گا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 8-9 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ) (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 102-103 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ارشاد باری تعالیٰ

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ۔ (التوبۃ: 128)

یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا۔ اسے بہت سخت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا) ہے۔ مومنوں کے لئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آپؐ کے ماننے والوں کا، مومنین کا آپؐ کے لئے جو جذبہ تھا وہ دنیا کی نظر میں شاید دیوانگی ہو لیکن عشق و محبت کی دنیا میں یہ عشق و محبت کی انتہا ہے۔ اس کی ایک مثال دیتا ہوں جس کو غیر نے بھی محسوس کیا اور اپنے لوگوں کو جا کر کہا کہ ان لوگوں کا تم مقابلہ نہیں کر سکتے جو اس دیوانگی کی حد تک آپؐ سے عشق کرتے ہیں کہ آپؐ کے وضو کے پانی کے قطروں کو زمین پر پڑنے سے پہلے ہی اُچک لیتے ہیں۔ اگر کوئی دنیا دار ہو تو اس اظہار کے بعد دوسروں کے لئے محبت و نرمی اور رحمت کے جذبات رکھنے کی بجائے خودسری اور خود پسندی میں بڑھ جائے۔ لیکن ہم قربان جائیں اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰؐ کے کہ آپؐ اس کے باوجود رحمت کے جذبے کے ساتھ اپنے لوگوں کو آرام پہنچانے کے لئے قربانیوں پر قربانیاں کر رہے ہیں، ان پر اپنی رحمت کے پر پھیلا رہے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حصہ لینے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کے طریقے سکھا رہے ہیں۔ اس خیال سے بے چین ہو رہے ہیں کہ کہیں مجھ سے کسی کو کبھی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے میرا نام رحمۃ للعالمین رکھا ہے تو رحمتیں اور شفقتیں مجھ سے نکلنی چاہئیں اور دوسروں کو پہنچنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ سے مومنوں کے لئے رحمت و مغفرت کی دعائیں مانگ رہے ہیں، ان کی تکلیفوں پر پریشان ہو رہے ہیں۔ کوئی ایسا نہیں جو اس نبیؐ کی رأفت اور رحمت کا رہتی دنیا تک مقابلہ کر سکے بلکہ اس کا عشر عشیر کیا، ہزارواں، لاکھواں حصہ بھی دکھا سکے۔ اس سراپا رحمت کا ایک واقعہ جو بظاہر معمولی لگتا ہے لیکن اپنے ایک معمولی چاکر کے لئے نرمی و رحمت کے جذبات کی ایک ایسی تصویر کھینچتا ہے جو بڑے بڑے نرم دل اور اپنے ماتحتوں کا خیال رکھنے والوں میں ہزارواں حصہ بھی نظر نہیں آ سکتا۔

ایک روایت میں آتا ہے، حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ حنین کے روز ایک مرتبہ میری وجہ سے نبی کریمؐ کا راستہ تنگ ہو گیا۔ اس وقت مَیں نے موٹے چمڑے کا جوتا پہنا ہوا تھا۔ میرا پاؤں رسول اللہؐ کے پاؤں پر آ گیا تو آپؐ نے اس کوڑے کے ساتھ جو آپؐ نے پکڑا ہوا تھا مجھے جلدی سے پیچھے ہٹایا اور کہا بسم اللہ۔ تم نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ راوی کہتے ہیں مَیں نے وہ رات اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے گزار دی۔ مَیں اپنے دل میں بار بار سوچتا تھا کہ مَیں نے رسول اللہؐ کو تکلیف دی ہے۔ جب صبح ہوئی تو ایک شخص آیا اور پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟۔ مَیں نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ مَیں

بقیہ صفحہ 2 پر

اس شمارہ میں

- اے پناہ و مامَن و ملجائے مَن (منظوم)
- تعارف سورۃ الکہف اور سورۂ مریم
- یادِ رفتگاں۔ مکرم قریشی افتخار احمد
- حضرت حامد حسین خان صاحب میرٹھی رضی اللہ عنہ

دربارِ خلافت

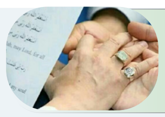

مشرکوں کے بتوں کو گالی مت دو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:’’خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اس قدر ہمیں طریقِ ادب اور اخلاق کا سبق سکھلایا ہے کہ وہ فرماتا ہے کہ لَا تَسُبُّوا الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدۡوًۢا بِغَیۡرِ عِلۡمٍ (الانعام:109)یعنی تم مشرکوں کے بتوں کو بھی گالی مت دو کہ وہ پھر تمہارے خدا کو گالیاں دیں گے کیونکہ وہ اس خدا کو جانتے نہیں۔ اب دیکھو کہ باوجودیکہ خدا کی تعلیم کی رو سے بُت کچھ چیز نہیں ہیں مگر پھر خدا مسلمانوں کو یہ اخلاق سکھلاتا ہے کہ بتوں کی بدگوئی سے بھی اپنی زبان بند رکھو اور صرف نرمی سے سمجھاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ مشتعل ہو کر خدا کو گالیاں نکالیں اور ان گالیوں کے تم باعث ٹھہر جاؤ‘‘(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 461-460)

تو یہ ہے معاشرے میں، دنیا میں امن و سلامتی قائم رکھنے کے لئے اسلام کا حکم۔ ہر گند کا جواب گند سے دینا اپنے اوپر گند ڈالنے والی بات ہے۔ مخالف اگر کوئی بات کہتا ہے اور تم جواب میں اُن کو اُن کے بتوں کے حوالے سے جواب دیتے ہو تو وہ جواب میں خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتے ہیں۔ یہ انتہائی مثال دے کر مسلمانوں کو سمجھا دیا کہ جب بھی بات کرو تمہارے کلام میں حکمت کا پہلو ہونا چاہئے۔ یہ بھی نہیں کہ بزدلی دکھاؤ اور مداہنت کا اظہار کرو۔ لیکن مَوۡعِظَۃُ الۡحَسَنَہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھو۔ اس حکم کو ہمیشہ سامنے رکھو۔ تو جیسا کہ مَیں نے کہا یہ ایک انتہائی مثال دے کر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ سمجھا دیا کہ تمہارے غلط ردّ عمل سے غیر مسلم خدا تک بھی پہنچ سکتے ہیں اور ایک مسلمان کو خدا کی غیرت سب سے زیادہ ہوتی ہے اور ہونی چاہئے۔ پھر تمہیں تکلیف ہو گی اور اپنے غلط الفاظ کے استعمال کی وجہ سے خدا کو گالیاں نکلوانے کے پھر تم ذمہ دار ہو گے۔ اسی طرح دوسروں کے بزرگوں کو، بڑوں کو، لیڈروں کو جب تم برا بھلا کہو گے تو وہ بھی اس طرح بڑھ سکتے ہیں۔ اسی لئے حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے باپوں کو گالیاں مت دو۔ تو کسی نے سوال کیا کہ ماں باپ کو کون گالیاں نکالتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا جب تم کسی کے باپ کو برا بھلا کہو گے تو وہ تمہارے باپ کو گالی نکالے گا اور یہ اسی طرح ہے جس طرح تم نے خود اپنے باپ کو گالی نکالی۔ تو یہ سلامتی پھیلانے کے لئے اسلامی تعلیم ہے کہ شرک جو خدا تعالیٰ کو انتہائی ناپسندیدہ ہے جس کی سزا بھی اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں معاف نہیں کروں گا ان شرک کرنے والوں کے متعلق بھی فرمایا کہ ان سے اخلاق کے دائرہ میں رہ کر بات کرو۔ تمہارے لئے یہی حکم ہے کہ تمہارے اخلاق ایسے ہونے چاہئیں جو ایک مسلمان کی صحیح تصویر پیش کرتے ہیں۔

پس آج مسلمان کا کام ہے کہ اس خوبصورت تعلیم کا پرچار کرے۔ باقی رہا یہ کہ جو اسلام پر استہزاء کرنے سے باز نہیں آتے ان سے کس طرح نپٹا جائے۔ اس بارہ میں خدا تعالیٰ نے بتا دیا کہ ایسے لوگوں کی بدقسمتی نے ان کے فعل ان کو خوبصورت کر کے دکھائے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم بہت اچھی باتیں کر رہے ہیں اور ان لوگوں نے آخر پھر اس زندگی کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے اور جب وہ خدا تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جائیں گے تو خدا تعالیٰ انہیں آگاہ کرے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔ پھر ان سے وہ سلوک کرے گا جس کے وہ حقدار ہیں۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَلۡقِیَا فِیۡ جَہَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیۡدٍ۔ مَّنَّاعٍ لِّلۡخَیۡرِ مُعۡتَدٍ مُّرِیۡبِۣ۔ الَّذِیۡ جَعَلَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ فَاَلۡقِیٰهُ فِی الۡعَذَابِ الشَّدِیۡدِ (ق:26-25) یعنی اے نگرانو! اور اے گروہو!! تم دونوں سخت ناشکری کرنے والے اور حق کے سخت معاند کو جہنم میں جھونک دو۔ ہر اچھی بات سے روکنے والے، حد سے تجاوز کرنے والے اور شک میں مبتلا کرنے والے کو۔ وہ جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا کوئی معبود بنا رکھا تھا۔ پس تم دونوں اسے سخت عذاب میں جھونک دو۔

تو یہ اللہ تعالیٰ ان داروغوں کو فرمائے گا۔ اگلے جہان میں ان سے یہ سلوک فرمائے گا۔ جس کام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے اس بارے میں ہمیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 22جون 2007ء) (الفضل انٹرنیشنل 13/جولائی تا19/جولائی 2007ء)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

یہاں ہوں اور ان کے ساتھ چل پڑا۔ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہؐ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا تم نے کل اپنی جوتی سے میرے پاؤں کو لتاڑ ہی دیا تھا اور تم نے مجھے تکلیف پہنچائی تھی لیکن مَیں نے تمہیں کوڑے کے ساتھ اپنے پاؤں سے پیچھے کیا تھا۔ تو یہ جو ہلکا سا کوڑا مَیں نے تمہیں مارا تھا یہ، اسّی (80) دُنبیاں ہیں، بکریاں ہیں، بھیڑیں ہیں انہیں اس کے بدلہ میں لے لو۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد 3 صفحہ 473 باب ما یذکر فیہ صفۃ ﷺ الباطنۃ وان شارکہ فیھا غیرہ۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

تو دیکھیں اس رحمۃ للعالمین کا اپنے چاکروں سے کیا حسن سلوک ہے۔ تکلیف بھی آپؐ کو پہنچی ہے۔ اس تکلیف سے اپنے پاؤں کو آزاد کروانے کے لئے ہلکے سے کوڑے کے اشارے سے دوسرے کا پاؤں پیچھے ہٹایا ہے تو ساری رات آپؐ کے دل میں یہ خیال رہا کہ چاہے یہ ہلکا سا کوڑا ہی سہی۔ مَیں نے یہ کیوں مارا۔ اس سے اس کو تکلیف پہنچی ہو گی۔ اپنی تکلیف کا کوئی احساس نہیں رہا۔ جس کو کوڑا مارا وہ اپنی غلطی پر شرمندہ ہے۔ وہ ساری رات سو نہیں سکا کہ مَیں نے آنحضرتؐ کو تکلیف پہنچائی ہے۔ لیکن یہ سراپا رحمت صبح اٹھ کر کہتے ہیں کہ تمہیں میرے ذریعہ سے تھوڑی سی جو تکلیف پہنچی تھی یہ اس کا بدلہ ہے۔ یہ اسّی (80) بھیڑیں ہیں یہ لے لو۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2 مارچ 2007ء)

اے پناہ و ماٴمَن و ملجائے مَن

اے کہ تُو ہے مُنعم آلائے من
مَیں تِرا بندہ ہوں اے آقائے مَن

لُطف کُن بر من طُفیلِ آنکہ بُود
سیّدِ مَن، شیخِ مَن، مرزائے مَن

ہوں سَقِیمُ الحال اور مَعذُور، گو
اے طبیبِ جُملہ عِلّتہائے مَن

عَرض سُن لے مہربانی سے مِری
اے سَمیعِ نالۂ شبہائے مَن

شِعرخوش کرنے کو کہتا ہوں ترِے
مہرباں ہو، تا، کرم فرمائے مَن

فائدہ بندوں کو بھی پہنچے ضرور
ہے مِرے مدِنظر مولائے مَن

ہوں یہ میرے باقِیاتُ الصّالِحات
اے پناہ و ماٴمَن و ملجائے مَن

لوگ کرتے ہیں عبادت رات دن
میری یہ خدمت ہے اے ماوائے مَن

نَذر ہیں کچھ قطرہ ہائے خونِ دِل
اے بیادت ہی ہی و ہی ہائے مَن

(حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ، مطبوعہ الفضل 12/ نومبر 1943ء)

تعارف سورۃ الکہف (اٹھارہویں سورہ)

(مکی سورہ، تسمیہ سمیت اس سورہ کی 111 آیات ہیں)

اردو ترجمہ از ترجمہ قرآن انگریزی (حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ) ایڈیشن 2003ء

مترجم: وقار احمد بھٹی

وقت نزول اور سیاق و سباق

ابنِ عباس اور ابنِ کثیر کے نزدیک یہ مکمل سورۃ مکہ میں نازل ہوئی (منثور)۔تقریباً سب کے سب مفسرینِ قرآن نے اس بات پر اتفاق کیا ہے۔مغربی علماء نے اس سورۃ کے نزول کو نبوت کے چھٹے سال میں قرار دیا ہے مگر زیادہ مستند طور پر یہ (نبوت کے) چوتھے یا پانچویں سال میں نازل ہوئی۔حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ یہ سورۃ اکٹھی اور مکمل نازل ہوئی تھی اور ستر ہزار فرشتوں کے حصار میں نازل ہوئی (منثور، جلد چہارم صفحہ 210)۔سورۃ النحل میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آنحضرت ﷺ کو یہود و نصاریٰ سے سخت مخالفت کا سامنا ہوگا اور یہ مضمون تفصیل سے بیان ہوا تھا، اس مضمون کی مزید تفصیل سورۃ بنی اسرائیل میں بیان ہوئی ہے جہاں بتایا گیا ہے کہ آپ ﷺ ایسے علاقہ میں ہجرت کریں گے جہاں یہودیوں کے ساتھ رہیں گے اور انکے ساتھ نئے تعلقات استوار ہوں گے۔ بعد ازاں دونوں (یہود و نصاریٰ) کی طرف سے سخت مخالفت کا سامنا ہوگا اور بالآخر آپ ﷺ ان پر غلبہ حاصل کر لیں گے۔سورۃ بنی اسرائیل میں آنحضرت ﷺ کی ایک رؤیا کا ذکر کیا گیا ہے کہ جس میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آپ ﷺ یہودیوں کی سرزمینِ مقدس کو فتح کر لیں گے اور یہودیوں کی دو بغاوتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن کا ذکر استثناء کی کتاب میں موجود ہے۔ پہلی بغاوت حضرت داؤد کے بعد ہوئی اور نتیجۃً یہودیوں کو انکے آبائی علاقہ سے نکال دیا گیا۔ انہوں نے اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور ان کا آبائی علاقہ ان کو واپس مل گیا۔لیکن وہ ایک بار پھر بد اعمالیوں میں بڑھ گئے، خدا کے احکامات کا انکار کیا اور دوسری مرتبہ حضرت عیسیٰ کے وقت میں بغاوت کی۔ اس دوسری بغاوت کی انکو سخت سزا ملی۔ ان کے مقاماتِ مقدسہ ان سے چھن گئے اور وہ موعودہ سرزمین سے بے دخل کر دیئے گئے۔ ان پیشگوئیوں میں ان حالات کا بھی ذکر ہے جن سے بنی اسرائیلیوں کو گزرنا پڑا (یعنی یہود کو) اور ان کے حالات کے تذکرہ میں دو سوالات اٹھائے گئے ہیں۔

(الف) اگر عیسائی، جو موسوی سلسلہ کا دوسرا حصہ ہیں، کو وہ سزا نہیں دی گئی جو یہود کو دی گئی تھی، کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ عیسائی خدائی افضال کے وارث ہیں اور یہودیوں سے کی جانے والی موعود نعمتوں کے وارث ہیں؟

(ب) مسلمانوں کو کیوں کہ تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ ہوشیار رہیں مبادا یہودیوں کے نقشِ قدم پر چل کر وہ خدائی ناراضگی کا موجب بنیں، اس تنبیہ سے کس طرف اشارہ ہے اور ان (مسلمانوں) کا مستقبل کیا ہے؟

مضامین کا خلاصہ

ان دونوں فطری اور برمحل سوالوں کا جواب اس سورۃ میں دیا گیا ہے اور کچھ روشنی عیسائیت میں برپا ہونے والے انقلابات پر ڈالی گئی ہے جو سلسلہ موسویہ کی دوسری شاخ ہے۔ پھر اس میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح مسلمان یہودیوں کے طریق کو اپنانے کیوجہ سے جو رویہ اپنائیں گے اور اپنے تیئں خدائی غضب کا نشانہ بنائیں گے۔ بعد ازاں ایک اور سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ ان معاملات کا اہلِ کہف (غار والوں) اور ذوالقرنین اور یاجوج ماجوج اور دو باغات والی مثال اور اسراء (وہ روحانی سفر) جو حضرت موسیٰ نے اختیار کیا تھا، کا آپس میں کیا تعلق ہے۔

متذکرہ بالا سوالات کا جواب یہ سورۃ یوں دیتی ہے کہ ان مثالوں کے ذریعہ تمثیلی زبان میں عیسائی اقوام کے عروج و زوال کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ بھی کہ جو مشکلات اور مصائب مسلمانوں کو ان اقوام سے اپنی بے اعتدالیوں کی وجہ سے پہنچنے والے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اسراء (روحانی سفر) کی مزید تفصیلات بیان کرنے کے لیے اور وضاحت کے لئے اس کو دو باغوں والی مثال کے بعد رکھا گیا ہے۔حضرت موسیٰ کا یہ روحانی سفر تمثیلی زبان میں ان کے پیروکاروں کی مادی اور اخلاقی ترقیات پر روشنی ڈالتا ہے، بالکل ویسے ہی جیسے آپ ﷺ کے پیروکاروں کی غیر معمولی ترقی آپ ﷺ کے اسراء میں بیان کی گئی ہے، جو سورۃ بنی اسرائیل میں بیان ہوا ہے۔حضرت موسیٰ کے اسراء میں تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ کب اور کیسے یہ ترقی بنی اسرائیلیوں کو نصیب ہوگی اور کہاں ختم ہوگی اور کب بنی اسرائیل خدائی افضال سے محروم ہو جائیں گے اور یہ (افضال) بنی اسماعیل کو منتقل کر دیئے جائیں گے۔ بعد ازاں ہمیں بتایا گیا ہے کہ بنی اسماعیل خدائی نعمتوں کے حصول کے بعد، اپنی باری پر خدا کے احکامات کی نافرمانی کی صورت میں ان کے غضب کا نشانہ بنیں گے اور یاجوج اور ماجوج کے ذریعہ انہیں سزا دی جائے گی جو پوری دنیا پر حاکم ہوں گے اور غلبہ رکھتے ہوں گے۔

اس سورۃ کے اختتام پر ذوالقرنین کا ذکر کیا گیا ہے جو یاجوج اور ماجوج کے پوری دنیا پر غلبہ کی راہ میں حائل ہوگا۔ یوں عیسائیت کی مادی اور روحانی حالت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ابتدائی دنوں اور بعد میں آنے والے دنوں کی تفصیل مذکود ہے۔ غار میں رہنے والے (اصحاب کہف) ابتدائی عیسائیوں کی علامت ہیں جبکہ یاجوج اور ماجوج ان کے غلبہ کے دنوں کی شان و شوکت کو پیش کرتے ہیں۔ یوں اس سورۃ کے اختتام پر مسلمانوں کو یہ یقین دہانی کروائی گئی ہے کہ خدا مذہب کے مقابل پر کھڑی ہونے والی طاقتوں کو توڑ دے گا اور بکھیر دے گا جو یاجوج اور ماجوج کے سہارے پروان چڑھی ہوگی اور مسلمانوں کا بچاؤ ذوالقرنین کے ذریعہ ہوگا۔ یہ ذوالقرنین ثانی بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام ہیں جو آنحضرت ﷺ کے امتی اور پیروکار ہیں۔

یہ سورۃ کیونکہ خاص اہمیت کی حامل ہے، اس سورۃ کی چند اضافی تفصیلات اور مضامین کا بیان کرنا مناسب ہوگا۔ یہ سورۃ بتاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم اس لئے نازل فرمایا ہے کہ سابقہ الٰہی صحف میں جو خرابیاں راہ پا چکی ہیں ان کو دور کیا جا سکے۔ اس میں خدا کا بیٹا بنانے والوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ ایسا کرنے سے وہ خدا کے غضب کو دعوت دے رہے ہیں۔ یہ لوگ اسلام سے نفرت کرتے ہیں اور ان کی ابتدائی حالت اور آخری حالت ایک جیسی نہیں ہے۔ ابتداء میں یہ کمزور تھے اور سخت ظلم و تعدی کا نشانہ بنے۔ پھر خدا نے ان پر رحم کیا اور مشکلات اور مصائب کا زمانہ ختم ہوا اور انہیں کامیابی کی راہ پر ڈال دیا۔ مگر جب وہ صاحب ثروت ہو گئے اور کامیاب و کامران ہو گئے انہوں نے مشرکانہ عقائد اپنا لئے اور خدا کی طرف جھکنے کی بجائے وہ دنیا کی طرف جھک گئے اور پوری طرح اس میں کھو گئے۔مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ ان کی حالت سے سبق سیکھیں اور اپنے عروج اور غلبہ کے دنوں میں خود اپنے محافظ بنیں، اور دولت کی اندھا دھن محبت میں، دنیاوی ساز و سامان کے لالچ میں، پُرسکون اور پُرتعیش زندگی کے بھروسہ پر عباداتِ الٰہی کو نہ بھولیں۔

عیسائی اقوام کی شان و شوکت اور طاقت کے سامنے مسلمانوں کی مفلسی اور تنگدستی کو دو آدمیوں کی مثال سے واضح کیا گیا ہے ایک امیر اور دوسرا غریب۔ پھر اس سورۃ میں ان بڑی تبدیلیوں کا ذکر ہے جو حضرت موسیٰ کو ان کی رؤیا میں دکھائی گئی تھیں۔جس میں انہیں بتایا گیا ہے کہ ان کے سلسلہ کی ترقی بہت محدود اور کم درجہ کی ہوگی جو بعد میں آنے والے ایک سلسلہ (محمدیہ) کے حصہ میں آئے گی۔ یہ بعد میں آنے والا سلسلہ (اسلام) ان کامل تعلیمات کا مجموعہ ہوگا جو موسوی سلسلہ میں ادھوری چھوڑ دی گئی ہوں گی اور گرتی ہوئی عیسائیت کے مقابل پر غالب آئے گا۔ عیسائی اقوام کے تنزل کا ذکر کرنے کے بعد اور اسلام کی ترقی کی خبر دینے کے بعد اس سورۃ میں وہ حالات بیان کئے گئے ہیں جو اسلام کے غلبہ کی وجہ بنیں گے۔ چنانچہ یہ بتایا گیا ہے کہ ایک وقت آئے گا جب مسلمان مذہب سے منہ پھیر لیں گے اور پورے طور پر دنیاوی مال و متاع میں غرق ہو جائیں گے۔انہیں اس بات کی سزا دینے کے لئے خدا عیسائی اقوام کو ترقی اور کامیابی عطا فرمائے گا جنہیں (ایک حکمت کے ماتحت) ایک عرصہ تک جنوبی اور مشرقی علاقوں میں پھیلنے سے روکا گیا تھا۔ یہ پوری دنیا پر ایک بڑی تباہی لائیں گے اور دنیا کے ممالک دو مدمقابل گروہوں میں بٹ جائیں گے جبکہ دونوں مختلف نظریات کے حامل ہوں گے۔ گناہ اور ناانصافی دنیا میں پھیل جائے گی اور ظلم عام ہو جائے گا۔ جب چیزیں اس نہج پر پہنچ جائیں گی تو خدا ایسے حالات پیدا کر دے گا کہ حالات پر قابو پایا جائے ایسے وقت میں کہ ایک تند و تیز سیلاب پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہو۔ اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے اس سورۃ میں نہایت واضح طور پر اشارہ دیا گیا ہے کہ وہ لوگ (جو آپ ﷺ کے سچے پیروکار ہیں) اس سیلاب کو روکنے میں نہایت اہم کردار ادا کریں گے جو ایک مرتبہ پہلے یاجوج ماجوج کی سیاسی طاقت کو توڑ چکے ہیں۔

(مزید تفصیل کے لئے پانچ جلدوں پر مشتمل تفسیر انگریزی کے صفحہ 1474 تا 1480 کا مطالعہ کریں)۔

☆...☆...☆

تعارف سورۃ مریم (انیسویں سورہ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 99 آیات ہیں)

اردو ترجمہ از ترجمہ قرآن انگریزی (حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ) ایڈیشن 2003ء

مترجم: وقار احمد بھٹی

وقت نزول اور سیاق و سباق

آنحضرت ﷺ کے صحابہ کی کثرت رائے اس حق میں ہے کہ یہ سورۃ ابتدائی مکی دور میں نازل ہوئی، ممکنہ طور پر نبوت کے چوتھے سال کے اختتام پر، ابی سینا ہجرت سے قبل جو ماہِ رجب میں نبوت کے پانچویں سال ہوئی۔ اس سورۃ کا بنی اسرائیل اور الکہف سے تعلق یوں بنتا ہے کہ ان دونوں سورتوں میں یہودیوں اور عیسائیوں کے عروج اور ترقی کا ذکر ہے۔سورۃ بنی اسرائیل میں واضح طور پر ذکر تھا کہ یہودی دو مرتبہ قومی تباہی دیکھیں گے اور دونوں مرتبہ شان و شوکت کو پہنچیں گے۔ اسی طرح اسلام کے متبعین بھی یہودیوں کی طرح دو مرتبہ طاقت حاصل کریں گے اور انہیں کی طرح دو مرتبہ تنزل کا شکار ہوں گے۔سورۃ الکہف میں اس مضمون کو مزید تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، خاص طور پر عیسائیوں کے حوالہ سے اس سورۃ (الکہف) میں ان تفصیلات کا ذکر کرنے کے بعد کہ مسلمان، موسوی مسیح کے پیروکاروں (عیسائیوں) کے ہاتھوں قومی تباہی کا شکار ہوں گے۔ یہ ذکر بھی موجود ہے کہ بعد ازاں مسلمانوں کو ان کی شان و شوکت محمدی مسیح کی قیادت اور راہنمائی میں نصیب ہوگی۔ پھر عیسائی عقائد کی مختصر تاریخ اس سورۃ میں بتائی گئی ہے۔ یوں یہ سورۃ اس تعلق کی تیسری کڑی ہے جو سورۃ بنی اسرائیل، کہف اور مریم بناتے ہیں۔ درحقیقت یہ تینوں سورتیں ایک ہی مضمون (سلسلہ موسوی) کو بیان کرتی ہیں اور ایک ہی ترتیب سے مضامین کو بیان کرتی جاتی ہیں۔

مضامین کا خلاصہ

اس سورۃ کے آغاز میں جو حروف مقطعات ہیں ان کے بیان سے عیسائی اور اسلامی عقائد کا موازنہ کیا گیا ہے اور اس حقیقت کی طرف توجہ مبذول کروائی گئی ہے کہ عیسائیت دراصل ایک الٰہی سلسلہ تھا، بعد میں کچھ غلط عقائد اس کی تعلیمات میں راہ پکڑ گئے۔ چونکہ ان عقائدِ باطلہ سے صفاتِ باری تعالیٰ پر زد پڑتی تھی اس لئے حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کے ذکر سے ان عقائد کی تردید کی گئی ہے۔

اس تفصیل سے قبل حضرت زکریا کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ بائیبل کی پیشگوئیوں کے مطابق 'دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا'۔ (ملاکی باب 4 آیت 5) یعنی مسیح کی آمد سے قبل ایلیاہ کا آنا ضروری تھا۔حضرت مسیح علیہ السلام سے ایلیاہ کے آنے کی بابت پوچھا گیا جنہیں ان سے پہلے آنا تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ (ایلیاہ) یوحنا ہی تھا جو اس (ایلیاہ) کی طاقت اور روح لے کر آیا (متی باب 11 آیت 14،15، باب 17 آیت 12، مرقس باب 9 آیت 13)۔ آپ نے انہیں مزید بتایا کہ ایلیاہ کا آنا آسمان سے (مقدر) نہ تھا بلکہ دیگر انسانوں کی طرح اس کی پیدائش بھی ایک زمینی ماں سے ہونی تھی اور ایک الگ وجود ہونا تھا اور یہ کہ وہ یوحنا ہی ہے۔

(متی باب 11 آیت 11، لوقا باب 7 آیت 28)۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے حالات کے ذکر میں اس سورۃ میں آپ کی غیر معمولی (بن باپ) پیدائش کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس غیر معمولی طریق پیدائش کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ نبوت اب بنو اسحاق کے گھر سے بنو اسماعیل کو منتقل ہو جائے گی کیونکہ اسرائیلیوں میں سے کوئی مرد اس لائق نہیں تھا کہ کسی نبی کا باپ بن سکے۔ بعد ازاں اس سورۃ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت کی تردید کے دلائل دئے گئے ہیں کہ جب حضرت آدم سے لے کر حضرت مسیح سے قبل آخری اسرائیلی نبی تک جملہ انبیاء جن کا اس سورۃ میں ذکر کیا گیا ہے انسان تھے، تو حضرت مسیح کیونکر خدائی صفات سے متصف ہو سکتے ہیں جو محض خدا کے ایک نبی ہیں تو کیونکر انہیں خدا یا خدا کا بیٹا تسلیم کیا جائے۔ جیسا کہ عیسائیوں نے آخری دنوں میں حیات بعد الموت کو جھٹلانا تھا اس مضمون پر اس سورۃ میں خاص طور پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اخروی زندگی پر زور دیا گیا ہے اور ان کے باسی اور دقیانوسی دلائل کا رد کیا گیا ہے۔

اس سورۃ میں بتایا گیا ہے کہ کفار اپنی دولت، دنیاوی وسائل اور زیادہ تعداد کے دھوکہ میں جھوٹی تسلی پاتے ہیں اور ان چیزوں (کے وافر ہونے) کو اخروی زندگی کی تردید کے لئے دلیل بناتے ہیں اور یہ بھی کہ اصل چیز اس زندگی کا حصول ہے۔ ان کو تنبیہ کی گئی ہے کہ مومنوں کی ظاہری اور دنیاوی کمزوری سے ہرگز دھوکہ میں نہ رہیں اور نہ ہی اپنی دولت، طاقت اور زیادہ وسائل پر بھروسہ کریں۔ جیسا کہ سچائی ہمیشہ آہستہ آہستہ پھیلتی ہے مگر یقینی طور پر آخری فتح اسی کی ہوتی ہے۔

اس سورۃ کے اختتام پر اس اہم سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ آخر کیوں قرآنی وحی عربی زبان میں نازل ہوئی ہے۔ اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ اول تو عرب اس قرآن کے اول مخاطب ہیں اور یہ عین فطرتی اور عقلی بات ہے کہ مخاطب کو اس کی زبان میں مخاطب کیا جائے تا کہ وہ آسانی سے اسے سمجھ سکیں اور سمجھ کر دوسروں کو یہ پیغام پہنچائیں، اسی حکمت کے تحت تابع قرآن کریم کو عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے۔

یادِ رفتگاں۔مکرم قریشی افتخار احمد

(محمد اشرف کاہلوں)

داد و ستد کے کھرے، تقویٰ کی راہوں پہ چلے، نیکیوں میں آگے بڑھے، وقف کی روح کو سمجھے اور خلافت سے اخلاص و وفا کا مضبوط رشتہ استوار کئے مکرم قریشی صاحب 3 جون 2020ء کو بقضائے الٰہی بعمر 99 سال اس دار فانی سے کوچ کر کے آسودگان خاک بہشتی مقبرہ قدیم ربوہ میں جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ پیشہ کے لحاظ سے سول انجینئر تھے۔محکمہ انہار پنجاب میں خدمات سرانجام دیں۔ترقی کرتے کرتے چیف انجینئر کے عہدہ تک پہنچے۔قائم مقام سیکرٹری بھی رہے۔انڈس واٹر کمیشن کے ممبر بھی تھے۔ بھارت کے ساتھ مذکرات میں پاکستان کی نمائندگی بھی کرتے رہے۔آپ کا سروس ریکارڈ نہایت درجہ مثالی رہا۔ریٹائرمنٹ کے بعد زندگی وقف کی آپ کا وکیل المال ثالث کے طور پر تقرر ہوا۔ نائب صدر بھی رہے۔ وقف کی روح زندگی کا زیور رہی۔ان کے پوتے مکرم حلیم احمد صاحب کی شادی کی تقریب میں شرکت کے لئے آپکے ہاں قیام تھا۔اسدن بھی آپ وقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے دفتر تشریف لے گئے تھے۔

آپ کے زیر استعمال ہمیشہ سائیکل رہی۔دفتر آنا جانا اسی پر تھا۔ درویشانہ طرز زندگی وطیرہ رہا۔

دوران سروس قاعدہ قانون کے سختی سے پابند رہے۔جائز کام کرنے میں دیر نہ کرتے اور ناجائز کام میں کسی دباؤ اور شخصیت کو خاطر میں نہ لاتے۔ ایک دفعہ ربوہ سے کسی نے ایک سائل کی درخواست پر سفارشی رقعہ دیا۔قانون میں گنجائش نہ تھی۔ سفارش رد کردی۔ کسی نے کہا۔قریشی صاحب! دیکھیں کس صاحب کی سفارش ہے؟ کہا۔ میں نے اپنی قبر میں جانا ہے اس نے اپنی قبر میں۔ دیانت داری اور تقویٰ شعاری کا یہ عالم تھا کہ قریبی رشتہ داری بھی انکے پائے استقلال کو متزلزل نہ کر پاتی تا کہ اس کے کام پہ کوئی شک کا شائبہ تک بھی نہ پڑے۔آپ کے بہنوئی صاحب ہی یہ واقعہ بتاتے ہیں کہ محکمہ انہار میں کچھ اسامیاں نکلیں۔جن کا انٹرویو آپ نے کرنا تھا۔ایک میرے بھانجا نے بھی اپلائی کیا ہوا تھا۔ رات کو اس کا قیام بھی قریشی صاحب کے ہاں تھا۔ تا کہ قریشی صاحب انٹرویو میں کامیاب قرار دیں۔اگلے دن جب انٹرویو کا سلسلہ شروع ہوا اور جب عزیزم کی باری آئی تو آپ یہ کہہ کر دفتر سے اٹھ گئے کہ یہ میرا رشتہ دار ہے۔اس کا انٹرویو آپ لوگ کریں۔

آپ نستعلیق شخصیت کے مالک تھے۔ دقیقہ شناس تھے۔کشادہ پیشانی سے ملتے۔خوش مزاج بھی تھے۔ صاف ستھرا لباس زیب تن ہوتا۔عبادت گزار اور شب بیدار تھے۔پاکیزہ زبان تھی اور بے ریا بیان تھا۔خلیق اور اہل دل انسان تھے۔غم زندگی لازمہ بشریت ہے۔حضرت منشی فیاض علی کپورتھلوی صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی پوتی محترمہ سکندر بیگم صاحبہ آپ کے عقد میں تھیں۔ واقفیں حال بیان کرتے ہیں کہ یہ ایک مثالی جوڑا تھا۔وہ آپ کی زندگی میں وفات پا گئیں۔اس صدمہ مفارقت کو صبر و حوصلہ سے دل پہ لیا۔ ایک جواں سال بیٹے کی مرگ پر بھی صبر کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔رضا بقضا پر راضی رہے۔المختصر کہ آپ گوناگوں خوبیوں اور اوصاف کے حامل انسان تھے۔اللہ تعالیٰ مغفرت کاملہ کا سلوک فرماتے ہوئے مرحوم کو اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین ۔

☆...☆...☆

حضرت حامد حسین خان صاحب میرٹھی رضی اللہ عنہ

(غلام مصباح بلوچ۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا)

حضرت حامد حسین خان صاحب رضی اللہ عنہ ولد مکرم محمد حسین خان صاحب قوم پٹھان یوسف زئی اصل میں مراد آباد (یو۔ پی) بھارت کے رہنے والے تھے، علی گڑھ سے تعلیم پائی اور میرٹھ میں ملازمت اختیار کی اور زندگی کا بڑا حصہ میرٹھ میں گزارنے کی وجہ سے میرٹھی کے نام سے زیادہ مشہور ہوئے۔ آپ کے نواسے مکرم نسیم احمد خان صاحب ٹورانٹو بیان کرتے ہیں:

’’آپ چونکہ اپنے وطن سے آنے کے بعد میرٹھ میں آباد ہوئے تھے اور اپنی ریٹائرمنٹ کے بعد تک میرٹھ میں رہے اور پھر کچھ عرصہ بعد قادیان شفٹ ہوگئے تھے اس لئے ان کے نام کے آگے میرٹھی لکھا جاتا ہے حالانکہ آپ صوبہ سرحد میں مردان کے پاس ایک جگہ ہے جس کا نام زیدہ، وہاں کی پیدائش ہے (حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب نے آپ کا تعلق مراد آباد سے لکھا ہے۔ ناقل) اور آپ یوسف زئی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور pure پٹھان تھے۔ آپ تین بھائی تھے، بڑے بھائی مقصود حسین خان جو حیدرآباد دکن میں آباد ہوگئے تھے، نواب حیدرآباد دکن کے خاص حکیم تھے، وہ احمدی نہیں تھے۔ دوسرے نمبر پر حضرت حامد حسین خان صاحبؓ تھے۔ آپ سے چھوٹے ایک زاہد حسین خان صاحب تھے جو آپ کی میرٹھ سے ہجرت تک آپ ہی کے پاس رہے، وہ بھی احمدی نہیں تھے۔‘‘

آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے سفر دہلی 1905ء کے موقع پر بیعت کی، اخبار بدر حضرت اقدس علیہ السلام کے اس سفر کی روداد میں لکھتا ہے:

’’28/اکتوبر 1905ء۔ صبح اور پھر بعد ظہر عصر تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے تقریریں کیں، قریب دس کے نئے آدمی بیعت میں شامل ہوئے جن میں سے بعض کے نام مفصلہ ذیل ہیں.... حامد حسین خان صاحب منصرم میرٹھ‘‘

(بدر 3 نومبر 1905ء صفحہ 4 کالم 2)

آپ اپنی قبول احمدیت کی داستان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’میں 1902ء میں علی گڑھ کالج سے آکر میرٹھ میں ملازم ہوا، ملازمت کے کچھ عرصہ بعد مکرمی خان ذوالفقار علی خان صاحب بر سبیل تبادلہ بعہدہ انسپکٹر آبکاری میرٹھ میں تشریف لائے۔ آپ چونکہ احمدی تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر چکے تھے لہذا آپ کے گھر پر دینی ذکر اذکار ہونے لگا اور شیخ عبد الرشید صاحب زمیندار ساکن محلہ رنگساز صدر بازار میرٹھ کیمپ اور مولوی عبد الرحیم صاحب وغیرہ خان صاحب موصوف کے گھر پر آنے جانے لگے۔ خان صاحب موصوف سے چونکہ مجھے بوجہ علی گڑھ کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے، محبت تھی اس لئے میری نشست و برخواست بھی ان کے گھر پر ہونے لگی اور میں نے بھی حضرت اقدس کی کتابیں دیکھنے کا شوق ظاہر کیا جس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی چھوٹی چھوٹی تصانیف خان صاحب موصوف نے مجھے دیں جو میں نے پڑھیں۔ غالبًا سب سے پہلے میں نے برکات الدعا پڑھی، اس کے بعد ’’عسل مصفیٰ‘‘ مجھ کو دی گئی، وہ میں نے دیکھنا شروع ہی کی تھی کہ مولوی محمد احسن صاحب امروہوی، خان صاحب کے ہاں تشریف لائے، وہ ایک مناظرہ کے سلسلہ میں آئے تھے۔ اس وقت ایک ہی مسئلہ زیر بحث تھا اور وہ وفات مسیح کا مسئلہ تھا۔ مناظرہ وغیرہ تو میرٹھ کے شریر اور فسادی لوگوں کے باعث نہ ہوا لیکن مولوی صاحب نے وفاتِ مسیح کے متعلق تقریر کی جو میں نے سنی۔ میرٹھ کی پبلک سے جو جھگڑا مناظرہ کے متعلق ہوا اس کے حالات ایک رسالہ کی صورت میں شائع کیے گئے، اس میں میرا بھی نام ہے۔

اس کے بعد مجھ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام سے ملنے کا اشتیاق ہوگیا اور میں نے خان صاحب سے عرض کیا کہ اگر حضرت اقدس میرٹھ کے قرب و جوار میں تشریف لائیں تو آپ مجھ کو ضرور اطلاع دیں، ایسے عظیم المرتبت شخص کو نہ دیکھنا بڑی بدنصیبی ہے۔ اس وقت مجھے بیعت کرنے کا خیال نہ تھا۔ اس کے بعد ایک دن خان صاحب موصوف نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام دہلی تشریف لا رہے ہیں، کیا آپ زیارت کے لیے چلیں گے؟ میں نے آمادگی ظاہر کی۔ حضرت اقدس جب دہلی تشریف لائے تو خان صاحب موصوف نے مجھ سے چلنے کے لئے ارشاد فرمایا چنانچہ میں اُن کے ہمراہ دہلی روانہ ہوگیا۔ دہلی میں حضرت اقدس کا قیام الف خان والی حویلی میں جو محلہ چتلی قبر میں واقع ہے، تھا۔ میں اور خان صاحب بذریعہ ریل دہلی پہنچے اس وقت غالبًا 12 یا ایک بجے کا وقت تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے مکان کے اوپر کے حصہ میں تشریف رکھتے تھے اور نیچے اور دوست ٹھہرے ہوئے تھے۔ مکان میں داخل ہوتے ہوئے میری نظر مولوی محمد احسن صاحب پر پڑی چونکہ اُن سے تعارف میرٹھ کے قیام کے وقت سے ہو چکا تھا، میں اُن کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگا، تھوڑی دیر میں غالبًا خان صاحب نے جو اس برآمدہ میں بیٹھے ہوئے تھے جس کے اوپر کے حصہ میں حضرت اقدس کا قیام تھا مجھ کو اپنے پاس بُلوا لیا، میں ایک چارپائی پر پائنیتی کی طرف بیٹھ گیا اور باتیں کرنے لگا۔ جہاں میں بیٹھا تھا اُس کے قریب ہی زینہ تھا جس کے ذریعہ حضرت اقدس اوپر تشریف لے جاتے تھے، اس طرف میری پشت تھی تھوڑی دیر کے بعد حضرت اقدس نیچے تشریف لائے، میری چونکہ سیڑھیوں کی طرف پشت تھی، میں نے حضرت اقدس کو اوپر سے نیچے تشریف لاتے ہوئے نہ دیکھا۔ حضور آہستگی سے اُتر آئے اور میرے برابر ہی چارپائی کی پائنیتی پر بیٹھ گئے جب حضور بیٹھ چکے تو کسی نے مجھے بتلایا کہ حضرت صاحب تشریف لے آئے، اُس وقت میں نے گھبرا کر اٹھنا چاہا مگر حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہاں ہی بیٹھے رہیں (یہ یاد نہیں کہ حضور نے مجھ کو بازو سے پکڑ کر بٹھا دیا یا صرف زبان سے ارشاد فرمایا) حضرت اقدس کے تشریف لانے کی تمام دوستوں کو جو مکان کے مختلف حصوں میں قیام پذیر تھے اطلاع ہوگئی اور مکان میں ایک ہلچل مچ گئی، اس قدر یاد ہے کہ غالبًا خان صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ میرٹھ سے آئے ہیں، اتنے میں خواجہ صاحب آئے، اُن کے ہمراہ کوئی اور صاحب بھی تھے۔ میں نہ خواجہ صاحب سے واقف نہ کسی اور دوست سے، حضرت اقدس نے خواجہ صاحب سے مولوی نذیر احمد صاحب کے متعلق کوئی سوال کیا جو مجھے

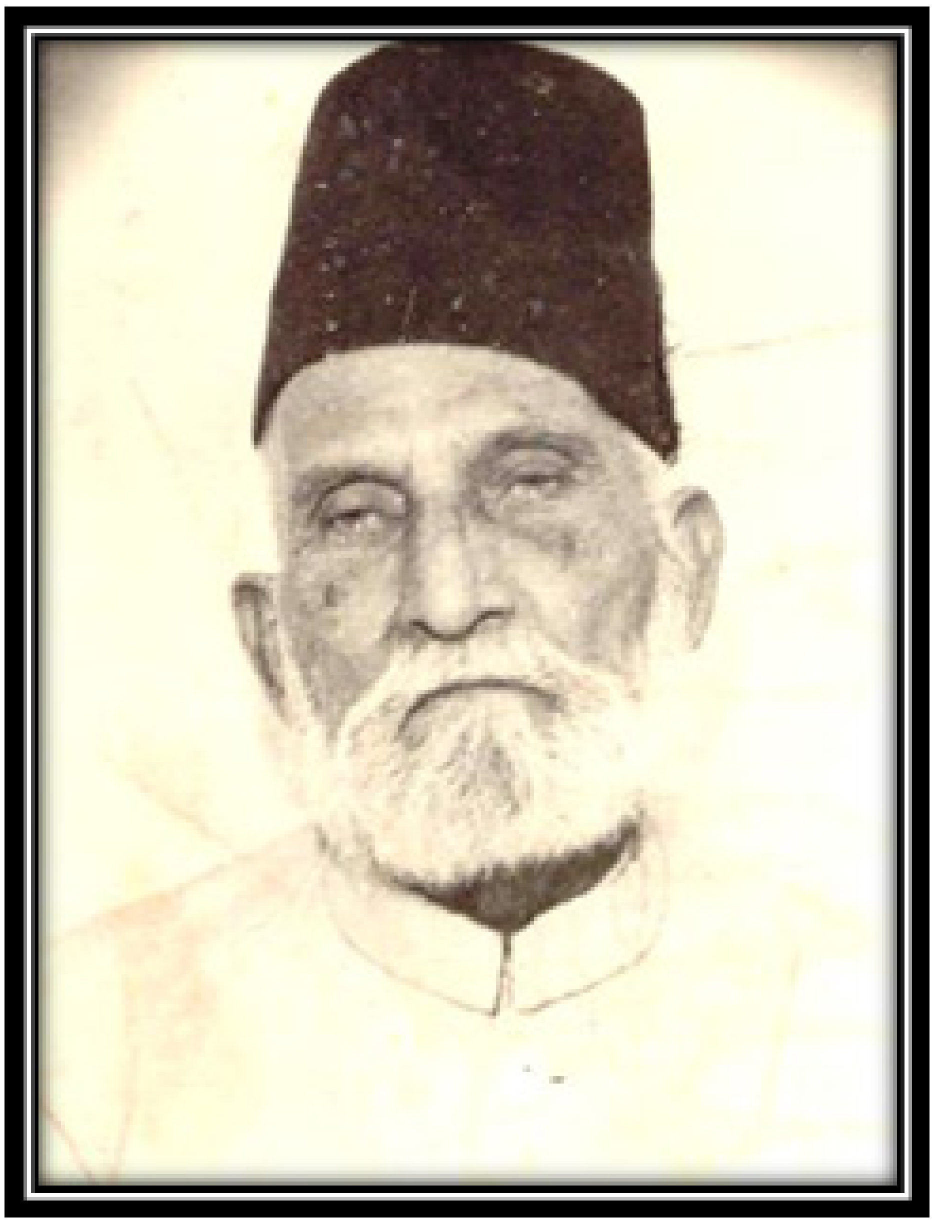

یاد نہیں، نہ یہ یاد ہے کہ خواجہ صاحب نے کیا جواب دیا۔ بہر حال خواجہ صاحب دن بھر کے حالات سناتے رہے، تھوڑی دیر کے بعد کسی نے وہیں اذان دی، چبوترہ پر فرش بچھایا گیا اور نماز ظہر وعصر پڑھی گئی، میں نے بھی نماز جماعت سے پڑھی، صحیح یاد نہیں کہ کس نے نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر حضور نے بیعت کے متعلق ارشاد فرمایا۔ اس پر کسی نے زور سے کہا کہ جو دوست بیعت کرنا چاہتے ہوں وہ آگے آجائیں چنانچہ بہت سے دوست آگے ہوئے اور میں سب سے پیچھے رہ گیا۔ حضور نے بیعت شروع کرنے سے قبل ارشاد فرمایا کہ جو دوست مجھ تک نہیں پہنچ سکتے وہ بیعت کرنے والوں کی کمر پر ہاتھ رکھ کر جو میں کہوں وہ الفاظ دُہراتے جائیں، مَیں اس وقت بھی خاموش الگ سب سے پیچھے بیٹھا رہا اور ہاتھ بیعت کرنے والوں کی کمر پر نہ رکھا۔ جب حضرت اقدس نے بیعت شروع کی تو میرا ہاتھ بغیر میرے ارادے کے آگے بڑھا اور جو صاحب میرے آگے بیٹھے ہوئے بیعت کے الفاظ دوہراتے رہے تھے، ان کی کمر پر پہنچ گیا۔ مجھ کو خوب یاد ہے کہ میرا ہاتھ میرے ارادے سے آگے نہیں بڑھا بلکہ خود بخود آگے بڑھ گیا اور پھر میں نے بھی الفاظ بیعت دوہرانے شروع کر دیے۔ جب حضرت اقدس نے رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِی ... فرمایا تو سب نے اس کو دوہرایا، میں نے بھی دوہرایا لیکن جب حضرت اقدس نے اس کے معنی اردو میں فرمانے شروع کیے اور بیعت کنندوں کو دوہرانے کا ارشاد فرمایا اور میں نے وہ

الفاظ دوہرائے تو اپنے گناہوں کو یاد کرکے سخت رقت طاری ہوگئی یہاں تک کہ اس قدر زور سے چیخ کر رونے لگا کہ سب حیران ہوگئے، میں روتے روتے بے ہوش ہوگیا مجھ کو خبر نہ رہی کہ کیا ہو رہا ہے۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ پانی لاؤ، وہ لایا گیا اور حضور نے اس پر کچھ پڑھ کر میرے اوپر چھڑکا (یہ مجھ کو بعد میں خان صاحب سے معلوم ہوا) حالت بے ہوشی میں میں نے دیکھا کہ مختلف رنگوں کے نور کے ستون آسمان سے زمین تک ہیں۔ اس کے بعد کسی دوست نے مجھے زمین سے اٹھایا، میں بیٹھ گیا مگر میرے آنسو نہ تھمتے تھے۔ اس قدر حالت متغیر ہوگئی تھی کہ میرٹھ میں آکر بھی بار بار روتا تھا۔ پھر خان صاحب موصوف نے میرے نام بدر اور ریویو جاری کرادیا، بدر میں حضرت اقدس کی وحی مقدس شائع ہوتی تھی اس سے بہت محبت ہوگئی اور ہر وقت جی چاہتا تھا کہ تازہ وحی سب سے پہلے مجھ کو معلوم ہو پھر جلسہ پر دارالامان آنے لگا اور برابر آتا رہا، حضرت اقدس کی خدمت میں دعا کے لئے بھی خط لکھتا رہتا، ایک خط کا جواب حضرت اقدس نے اپنے دست مبارک سے دیا، وہ میرے پاس موجود تھا لیکن جب میرٹھ سے پنشن کے بعد دارالامان میں ہجرت کی تو کہیں کاغذات میں مخلوط ہوگیا یا ضائع ہوگیا۔

1907ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میں قادیان حاضر ہوا، غالباً صبح کی نماز کے لئے یا نماز کے بعد مسجد مبارک میں زینہ کے اوپر چڑھ رہا تھا اور حکیم عبدالصمد صاحب ساکن انچولی ضلع میرٹھ میرے ہمراہ تھے، ناگاہ حضرت اقدس نے اس دروازہ میں سے جو مسجد مبارک میں ہے جس میں سے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد مبارک میں تشریف لاتے ہیں، آواز دی کہ مفتی صاحب کو بلاؤ! اس وقت اور بہت سے دوست زینہ پر موجود تھے، کسی نے عرض کیا کہ حضور مفتی صاحب آتے ہیں، تھوڑی دیر کے بعد مفتی محمد صادق صاحب تشریف لے آئے۔ چونکہ زینہ میں بہت سے دوست جمع ہوگئے تھے اور اس خیال سے بھی کہ حضور کا ارشاد سنیں کہ مفتی صاحب کو کیا حکم ہوتا ہے، بڑی تنگی تھی، بڑی مشکل سے مفتی صاحب کے لئے جگہ کی گئی اور مفتی صاحب دروازہ کے قریب پہنچ گئے اُس وقت حضورؑ نے ارشاد فرمایا کہ ہم کو آج شب یہ الہام ہوا ہے یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ اَطْعِمِ الْجَائِعَ وَالْمُعْتَرَّ اور ساتھ ہی فرمایا کہ جاکر دیکھیں کہ کچھ مہمان بھوکے تو نہیں رہے۔ مفتی صاحب پنسل کاغذ ہمراہ لے گئے تھے، انھوں نے اوّل وحی الٰہی کو نوٹ کیا اس کے بعد مہمان خانہ میں پہنچے، دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ رات بعض دوست جو دیر سے آئے تھے بھوکے رہ گئے اور کھانا نہ مل سکا۔ مفتی صاحب نے واپس آکر حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور رپورٹ عرض کی۔ پھر ہم چلے آئے۔

ایک مرتبہ میں جلسہ پر آیا ہوا تھا اور حضورؑ سیر کو تشریف لے جانے لگے تو مجھ کو کسی دوست نے بتلایا کہ حضورؑ سیر کو تشریف لے جارہے ہیں، میں بھی ہمراہ ہوگیا، بہت سے دوست ہمراہ تھے حضور کے گرد حلقہ باندھے جارہے تھے، مجھ کو مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم نے اس حلقہ کے اندر لے لیا اور میں حضور کے کلمات مبارک سنتا ہوا ہمراہ رہا۔ جہاں تک کو یاد ہے حضور اس دن ریتی چھلہ کی طرف سیر کو تشریف لے گئے تھے وہاں جاکر کسی دوست نے کچھ اشعار بھی سنائے، مسجد اقصیٰ میں بھی میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی تقریر سنی تھی اور کچھ کلمات مبارک نوٹ بھی کیے تھے.....‘‘

(الفضل 17جون 1941ء صفحہ 3,4)

ایک مرتبہ ایک معاند نیاز احمد میرٹھی کا مضمون ’’پیری مریدی‘‘ رسالہ ’’عصر جدید‘‘ نومبر و دسمبر 1905ء میں شائع ہوا جس میں اُس نے جھوٹ اور افترا کرتے ہوئے یہ لکھا کہ مرزا صاحب اپنے ’’معتقدوں کو کوئی خاص راستہ نہیں بتاتے.... اور نہ کسی مرید سے اس کے بیجا افعال کی باز پُرس کرتے ہیں اور پھر اُس کو اپنے زمرہ سے خارج کرتے ہیں...‘‘ جس کے جواب میں حضرت خان ذوالفقار علی خان گوہر صاحبؓ نے اخبار بدر میں ایک مضمون لکھا جس میں آپ کی مثال دیتے ہوئے لکھا:۔

’’.... پھر آپ کی دیوار کے بیچ حامد حسین خاں کلرک آبکاری ضلع میرٹھ رہتے ہیں.... آپ کے عزیز مرد اور عورت ان سے اور ان کے اہل وعیال سے ملتے رہتے ہیں، یہ نوعمر نوجوان 25 سال سے زیادہ عمر نہیں رکھتے، گزشتہ قیام دہلی میں حضرت میرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہوئے ہیں، ان کے پچھلے اعمال اور موجودہ حال دونوں سے آپ باخبر ہیں، ایک زمانہ ان کے انقلاب حال کا معترف اور ان کے تقویٰ سے متاثر ہوا ہے لیکن افسوس آپ کا دل ان نظاروں سے بھی نہ پسیجا۔ کیا آپ مہربانی فرما کر کسی میرٹھ والے احمدی کا بتا سکتے ہیں کہ ..... کم از کم صوم وصلوٰۃ کا پابند نہ ہوتا ہو یا کسی نہج سے اس کی یا اس کے گھر والوں کی بدچلنی خلقت پر ظاہر ہوئی ہو اور عدالت تک پہنچی ہو.....‘‘

(بدر 26 اپریل 1906ء صفحہ 7 کالم 1)

آپ ساری زندگی خلافت احمدیہ کے ساتھ نہایت اخلاص کے ساتھ وابستہ رہے۔ آپ نے یکم جنوری 1964ء کو کراچی میں وفات پائی اور بوجہ موصی (وصیت نمبر 1270) ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے، آپ 1/3 حصہ کے موصی تھے۔

(الفضل 5جنوری 1964ء صفحہ 1,8)

آپ کی وفات پر حضرت محمد احمد مظہر صاحب (جو آپ کے داماد بھی تھے) نے آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھا:

...اپنی دیانت، حسن کارکردگی اور خلق اللہ کی ہمدردی کی وجہ سے بڑے نیک نام، کثیرالاحباب اور مرجع خاص و عام تھے۔ خوش پوش، خوش خور، اعلیٰ درجہ کے مہمان نواز، نماز تہجد کے ہمیشہ پورے پابند، حلیم الطبع، منکسر المزاج، گفتگو میں نرمی اور متانت، زبان پاکیزہ اور سلیس۔

خداوند رائے و خداوند شرم   سخن گفتن خوب و آوائے نرم

چہرہ سُرخ وسفید اور بہت دلکش، آپ سے ملنے والا آپ کی نیکی اور شرافت سے ضرور متاثر ہوتا۔ شکار کے شائق تھے اور بندوق چلانے میں ماہر اس وجہ سے عمر کے آخری تین سالوں کے سوا آپ کی جسمانی صحت بہت عمدہ رہی۔ پنشن پانے کے بعد آپ میرٹھ سے ہجرت کرکے قادیان آگئے اور ایک عرصہ تک بطور نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ کام کرتے رہے۔ 1947ء میں تقسیم ملک کے بعد قادیان سے لاہور آئے اور پھر شہر دادو (سندھ) میں سکونت پذیر ہوئے اور وہاں سے نقل مکانی کرکے کراچی میں مستقل رہائش اختیار کرلی۔ .....

.... قادیان سے ہجرت کرکے اکتوبر 1947ء میں میاں بھائی کی والدہ لاہور پہنچ کر 93 سال کی عمر میں فوت ہوگئیں، اس طرح تقریباً 42 سال تک میاں بھائی نے اپنی والدہ کی خدمت کی لیکن یہ خدمت کس قسم کی تھی، تمام کنبے پر والدہ حاکم اور مختار اور منصرم بیٹا ماں کے ہر حکم پر گوش برآواز اور چشم براہ۔ والدہ کے شدید سے شدید مطالبہ کو بخوشی پورا کرنا خاکسار نے مدتوں دیکھا، لَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ کا نظارہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے اور اس ارشاد مبارک کا یہ پہلو بھی سمجھنے کے قابل ہے کہ جس گھر میں بیٹا ماں کا فرمان بردار اور اطاعت گزار ہو، وہ گھر بجائے خود اطمینان اور راحت کی جنت بن جاتا ہے، میاں بھائی مرحوم کے گھر کی یہی حالت رہی اور ہر چھوٹا بڑا میاں بھائی کے نقش قدم پر چل کر دادی اماں کا مطیع رہا.....

(مضامین مظہر صفحہ 90-93 از محمد احمد مظہر صاحب۔ شائع کردہ مجلس انصار اللہ وخدام الاحمدیہ لائل پور 1972ء)

آپ کے نواسے مکرم نسیم احمد خان صاحب (تصویر بھی انھوں نے ہی مہیا کی ہے) آپ کے اہل وعیال کے تعارف میں لکھتے ہیں:۔

حضرت حامد حسین خان صاحب نے دو شادیاں کی تھیں، پہلی بیوی سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں، بڑے لڑکے کا نام محمود حسین خان اور دوسرے لڑکے کا نام یوسف حسین خان، دونوں لڑکے حیدرآباد دکن میں اپنے تایا مقصود حسین خان یار جنگ کے پاس مقیم رہے اور وہیں تعلیم پائی، تایا کے احمدی نہ ہونے کی وجہ سے یہ دونوں بیٹے بھی احمدی نہیں ہوئے۔ محمود حسین خان صاحب پاکستان آگئے تھے اور کراچی میں اکاؤنٹنٹ جنرل کے عہدے تک پہنچے۔ یوسف حسین خان صاحب پاکستان نہیں آئے ان کے بارے میں کچھ علم نہیں۔

پہلی بیوی سے آپ کی دو لڑکیاں محترمہ نور جہاں بیگم صاحبہ اور محترمہ شاہ جہاں بیگم صاحبہ تھیں۔ وہ دونوں احمدی تھیں۔ محترمہ نور جہاں بیگم صاحبہ (اچھی بی) کی شادی حضرت محمد احمد مظہر صاحب کے ساتھ ہوئی ان کی تمام اولاد بفضلہ تعالیٰ احمدی ہے۔ (ان کے نام حسب ذیل ہیں)

ناصر احمد ظفر کراچی، طاہر احمد ظفر مرحوم، حمید احمد ظفر لاہور، لطیف احمد ظفر اسلام آباد، اقبال احمد ظفر لائل پور، مظہر احمد ظفر صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع فیصل آباد۔ بیٹی کا نام محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ تھا۔

دوسری بیٹی محترمہ شاہ جہاں بیگم صاحبہ (شجن بی) کی شادی میرے والد جناب عبدالحلیم خان صاحب (ابن حضرت مولوی عبدالواحد خان میرٹھیؓ) سے ہوئی جو احمدی اور خلافت کے شیدائی تھے، آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں:

مبارک احمد خان لندن، نسیم احمد خان (خاکسار) ٹورانٹو، شفیع احمد خان ٹورانٹو، خورشید احمد خان ٹورانٹو اور لڑکیوں کے نام: بلقیس جہاں بیگم مرحومہ، نیر جہاں بیگم ٹورانٹو، نصرت جہاں بیگم ٹورانٹو، طلعت جہاں بیگم کراچی اور فرحت جہاں بیگم دبئی۔

حضرت حامد حسین خان صاحب کی دوسری شادی حضرت میمونہ بیگم صاحبہ بنت حضرت سید انوار حسین خان صاحب رضی اللہ عنہ آف شاہ آباد ضلع ہردوئی کے ساتھ ہوئی جن سے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں تھیں: صادق حسین خان مرحوم، اصغر حسین خان ٹورانٹو، مسعود حسین خان لندن، خالد حسین خان امریکہ، راشد حسین خان امریکہ، رشیدہ بیگم امریکہ، سعیدہ بیگم ٹورانٹو، آمنہ بیگم ٹورنٹو، صفیہ بیگم ٹورانٹو، شاہدہ بیگم ٹورانٹو

☆...☆...☆

مصائب میں مومن کا کردار

(مرسلہ: نذیر احمد سانول)

ہو فضل تیرا یا رب یا کوئی ابتلا ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

اللہ تعالیٰ اپنے پاک باز نیک اور پیاروں کا امتحان لیا کرتا ہے تا کہ انہیں دین و آخرت میں ترقیات اور انعامات سے نوازے دنیاوی مصائب دکھ اور ابتلاء عارضی ہوتے ہیں یہ آتے اور چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان امتحانات میں ڈال کر صبر اور طاقت عطا فرماتا جو دشمنوں کیلئے باعث حیرت اور مومنوں کیلئے ازدیادِ ایمان ہوا کرتے ہیں۔ حدیث النبی ﷺ میں ایک ذکر اس طرح بیان فرمایا گیا ہے۔حضرت خباب بن ارتؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت ﷺ سے اپنی تکالیف کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ کعبہ کے سایہ میں چادر کو سرہانہ بنائے لیٹے ہوئے تھے۔ ہم نے عرض کی۔ کیا آپ ﷺ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد نہیں مانگتے اور دعا نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ سختی کے یہ دن ختم کر دے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے ایسا انسان بھی گزرا ہے جس کیلئے مذہبی دشمنی کی وجہ سے گڑھا کھودا جاتا اور اس میں اسے گاڑ دیا جاتا۔ پھر آرا لایا جاتا اور اس کے سر پر رکھ کر اسے دو ٹکڑے کر دیا جاتا لیکن وہ اپنے دین اور عقیدہ سے نہ پھرتا اور بعض اوقات لوہے کی کنگھی سے مومن کا گوشت نوچ لیا جاتا ہڈیاں اور پٹھے ننگے کر دیئے جاتے لیکن یہ ظلم اس کو اپنے دین سے نہ ہٹا سکتا۔ اللہ تعالیٰ اس دین کو ضرور کمال اور اقتدار بخشے گا یہاں تک کہ اس کے قائم کردہ امن و امان کی وجہ سے صنعاء سے حضرموت تک اکیلا شتر سوار چلے گا۔ اللہ کے سوا اسے کسی کا ڈر نہیں ہو گا۔ بھیڑیا بکریوں کی رکھوالی کرے گا۔یعنی وہ لوگ جو اس وقت وحشی ہیں تربیت پا کر دنیا کے والی اور رکھوالے بنیں گے لیکن تم جلد بازی دکھا رہے ہو۔

(بخاری کتاب المناقب۔باب علامت النبوۃ فی الاسلام)

دین کی خاطر آزمائش ابتلاء اور مصائب برداشت کرنے سے دین و دنیا کے عالی شان مراتب جلیلہ عطا ہوتے ہیں صبر و شکر کرنے سے محبت رسول اللہ اور رضائے باری تعالیٰ نصیب ہوتی ہے۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

’’جب اللہ تعالیٰ کسی آسمانی سلسلہ کو قائم کرتا ہے تو ابتلاء اس کی جزو ہوتے ہیں جو اس سلسلہ میں داخل ہوتا ہے ضروری ہوتا ہے کہ اس پر کوئی نہ کوئی ابتلا آوے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ سچے اور مستقل مزاجوں میں امتیاز کر دے اور صبر کرنے والوں کے مدارج میں ترقی ہو۔ابتلاء کا آنا بہت ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ (العنکبوت:3) کیا لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ وہ صرف اتنا کہنے پر ہی چھوڑ دیئے جاویں کہ ہم ایمان لائے اور ان پر کوئی ابتلا نہ آوے ایسا کبھی نہیں ہوتا۔۔۔ پس ایمان کے بعد ضروری ہے کہ انسان دکھ اٹھاوے بغیر اس کے ایمان کا کچھ مزا ہی نہیں ملتا۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ کو کیا کیا مشکلات پیش آئیں اور انہوں نے کیا کیا دکھ اٹھائے۔ آخر ان کے صبر پر اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑے بڑے مدارج اور مراتب عالیہ عطا کئے۔ انسان جلد بازی کرتا ہے اور ابتلا آتا ہے تو اس کو دیکھ کر گھبرا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ دنیا ہی رہتی ہے اور نہ دین ہی رہتا ہے مگر جو صبر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہوتا ہے اور ان پر انعام و اکرام کرتا ہے۔ اس لئے کسی ابتلا پر گھبرانا نہیں چاہیے ابتلا مومن کو اللہ تعالیٰ کے اور بھی قریب کر دیتا ہے اور اسکی وفاداری کو مستحکم بناتا ہے لیکن کچے اور غدار کو الگ کر دیتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 401)

دین و ایمان کو بچانے اور اسے ترقی دینے کی خاطر دنیاوی عارضی تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں اہل ایمان کے لئے دشمنان کا مخالفانہ سلوک کھاد اور زور آور خوراک کا باعث بنا کرتا ہے دین کی مخالفت اکثریت اپنا سہارا زور اپنی ساری طاقت اپنا سارا اجارہ کرتی رہتی ہے۔ ڈراوا، دھونس، دھمکیاں، لالچ اور خوف سب کچھ کیا جاتا ہے مگر ان کوہِ وقار ایمانداروں کے لئے یہ سارے معاملات ہیں اور ان کے سارے پروگرام دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ وقتی اور عارضی تکالیف تو پہنچا کرتی ہیں لیکن یہ کسی لحاظ سے بھی ایمان کو کمزور نہیں کرسکتیں اور دشمن ایسے منصوبوں میں ایک لاکھ چوبیس ہزار دفعہ ناکام و نامراد ہو چکا ہے اور ایماندار اتنی ہی بار شیریں ثمرات حاصل کر چکے ہیں۔

ایک حدیث میں دینی و مذہبی مخالفت کا واقعہ اس طرح نقل ہے جو رہتی دنیا تک مومنین کیلئے مشعل راہ بنا رہیگا۔

حضرت خباب بن الارتؓ ان خوش نصیبوں میں سے تھے جنہوں نے چھٹے نمبر پر اسلام قبول کرنے کی سعادت پائی اس لئے سادس الاسلام کہلائے۔ آپؓ آہن گری کا کام کرتے تھے مشرکین مکہ آپ کو سخت تکالیف دیتے حتیٰ کہ آپ کی بھٹی سے کوئلے نکال کر ان پر آپ کو لٹا دیتے اور چھاتی پر پتھر رکھ دیتے تا کہ آپؓ ہل بھی نہ سکیں۔ آپؓ نے ایک لمبے عرصہ تک تکلیفیں اٹھائیں۔ لوہے کی زرہیں پہنا کر آپ کو دھوپ میں ڈال دیا جاتا اور زرہیں دھوپ میں انگارہ ہو کر آپ کو جھلساتیں۔ آپؓ بے حال ہو جاتے مگر استقامت کا کوہ وقار بنے رہتے۔ آپؓ نے ایک دفعہ بتایا کہ مجھے آگ کے انگاروں پر ڈال کر بھی گھسیٹا جاتا پھر میری کمر کی چربی اور خون سے وہ آگ بجھتی۔ ان کے حالات کے باوجود جب اسلام کو ترقی ہوئی اور فتوحات کا دروازہ کھلا تو اس بات پر رویا کرتے تھے کہ خدانخواستہ ہماری تکالیف کا بدلہ کہیں اس دنیا میں ہی تو نہیں مل گیا۔ (اسد الغابہ زیر حالات حضرت خباب بن الارتؓ)

آسمانی کتب اور سیرۃ کی کتابوں کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ انبیاء و رسل اولیاء کرام بنی نوع انسان کے خیر خواہ ہوتے ہیں لیکن دستار بند اور جبہ پوش عوام کو ساتھ ملا کر ان کے سازشیں کرتے جتھے بناتے تنظیمیں فعال کرتے فتویٰ دیتے گھروں و ملکوں سے نکالتے وطن بدر کرتے جلسے کرتے جلوس نکالتے مقدمے کرتے قانون بناتے تحریکیں چلاتے۔ بائیکاٹ کرتے اور جینا حرام کرنے کی پر زور کوششیں کرتے رہتے ہیں اور اپنے خیال میں دین، مذہب اور عقیدہ کی خدمت کرتے رہتے ہیں۔ مگر تقدیر ربانی بھی ساتھ ساتھ متحرک رہتی ہے جو مومنوں کو ثبات قدم اور دلوں کو مطمئن کرتی رہتی ہے اور تدریجاً مومنوں کی اقلیت کو اکثریت میں بدلتی رہتی ہے مومن دعاؤں گریہ وزاری اللہ رسول اور قانون و آئین اور شریعت کی تابعداری کرتے رہتے ہیں اور دشمن ان کے بالمقابل قدم اٹھاتے رہتے ہیں۔ دشمن اپنے ظالمانہ خیال میں اس قدر آگے بڑھ جاتے ہیں کہ وہ ربّ عرش کریم کے محبوبان کے قتل کے درپے ہو جاتے ہیں۔

ایک واقعہ حدیث شریف میں یوں بیان ہوا ہے:۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں گویا رسول اکرم ﷺ کو دیکھ رہا ہوں جبکہ آپ ﷺ گذشتہ انبیاء میں سے ایک نبی کا ذکر فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نبیؑ کو اس کی قوم نے مارا اور زخمی کر دیا وہ نبی اپنے چہرہ سے خون پونچھتا جاتا اور کہتا جاتا اے خدا! میری قوم کو بخش دے کیونکہ یہ نہیں جانتے اور اپنی جہالت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔

(بخاری۔کتاب الانبیاء۔باب قول اللہ عزوجل ام حسبت ان اصحاب الکھف)

ہمارے زمانہ میں حضرت شہزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب کو زمین میں گاڑ کر پتھراؤ کر کے جان سے مارا گیا آپ کو کئی طرح کے لالچ دیئے گئے مگر آپؓ نے ایمان کو ترجیح دی اور ساری پیشکش کو ٹھکرا دیا۔حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

’’صاحبزادہ عبد اللطیف شہید کا واقعہ تمہارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ تذکرۃ الشہادتین کو بار بار پڑھو اور دیکھو کہ اس نے اپنے ایمان کا کیسا نمونہ دکھایا ہے۔ اس نے دنیا اور اس کے تعلقات کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ بیوی یا بچوں کا غم اس کے ایمان پر کوئی اثر نہیں ڈال سکا۔ دنیوی عزت اور منصب اور تنعم نے اس کو بزدل نہیں بنایا۔ اس نے جان دینی گوارا کی مگر ایمان کو ضائع نہیں کیا۔عبد اللطیف کہنے کو مارا گیا یا مر گیا مگر یقیناً سمجھو کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 511،512)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

’’خدا کی محبت یہی ہے کہ ابتلا میں ڈالتا ہے اور اس سے اپنے بندے کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے مثلاً کسریٰ اگر آنحضرت ﷺ کی گرفتاری کا حکم نہ دیتا تو یہ معجزہ کہ وہ اسی رات مارا گیا کیسے ظاہر ہوتا اور اگر مکہ والے لوگ آپ ﷺ کو نہ نکالتے تو اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا (الفتح:2) کی آواز کیسے سنائی دیتی۔ ہر ایک معجزہ ابتلا سے وابستہ ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ: 586،587)

نیز فرمایا:۔

’’اس نسخہ کو ہمیشہ یاد رکھو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ کہ جب کوئی دکھ یا مصیبت پیش آوے تو فوراً نماز میں کھڑے ہو جاؤ اور جو مصائب اور مشکلات ہوں ان کو کھول کھول کر اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرو کیونکہ یقیناً خدا ہے اور وہی ہے جو ہر قسم کی مشکلات اور مصائب سے انسان کو نکالتا ہے وہ پکارنے والے کی پکار سنتا ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں جو مددگار ہو سکے۔ بہت ہی ناقص ہیں وہ لوگ کہ جب انہیں مشکلات پیش آتی ہیں تو وکیل، طبیب یا اور لوگوں کی طرف تو رجوع کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کا خانہ بالکل خالی چھوڑ دیتے ہیں۔مومن وہ ہے جو سب سے اول خدا تعالیٰ کی طرف دوڑے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 96)

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

’’ہمیشہ یاد رکھیں یہ ان مومنین کی قربانیاں ہی تھیں جنہوں نے قرونِ

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

اولیٰ میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کیا اور حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کو سمیٹنے کے لئے (رفقاء) حضرت مسیح موعودؑ نے کوشش کی، ملک بدر ہوئے، مالی نقصانات برداشت کرنے پڑے، جہاد کرنا پڑا، سب کچھ ہوا۔ اور پھر قربانیوں کو ایسے پھل لگے کہ آج ہم دیکھ کر حیران ہوتے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16 فروری 2007ء از مشعل راہ جلد پنجم حصہ چہارم صفحہ 138،137)

دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو
آفت ظلمت و جور ٹل جائے گی
آہ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا
رخ پلٹ جائے گا رت بدل جائے گی

☆...☆...☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خدائی حفاظت کے حوالے سے ایک نظارہ کا بیان

حضورؑ نے فرمایا:

کل کا نظارہ دیکھ کر میں خوش ہوا۔ میرے مکان میں چار بلیاں رہتی ہیں، ایک والدہ ہے اور تین اس کی بیٹیاں وہ بھی جوان اور مضبوط ہیں۔ کل کی دوپہر کے وقت میں اکیلا ادھر کے دالان میں بیٹھا تھا کہ میرے دروازے کے آگے ایک چڑیا آ کر بیٹھ گئی، فی الفور بڑی بلّی نے حملہ کیا اور اس چڑیا کا سر منہ میں پکڑ لیا۔ پھر دوسری بلی آئی اس نے وہ چڑیا پہلی بلّی سے لے کر اپنے قبضہ میں کر لی اور اس کا سر منہ میں پکڑ لیا اور زمین پر ایسا رگڑا کہ میں وہ حالت مارے رحم کے دیکھ نہ سکا اور دوسری طرف میں نے منہ کر لیا اور پھر جو میں نے دیکھا تو تیسری بلی نے اس چڑیا کا سر اپنے منہ میں لیا اور اس وقت مجھے خیال آیا کہ غالباً سر کھایا گیا۔ اتنے میں چوتھی بلی نے اس چڑیا کو لیا اور زمین میں اسے رگڑا تب میں نے یقین کیا کہ چڑیا مر چکی اور سر کھا لیا گیا اور رگڑنے میں کئی دفعہ چڑیا زمین پر گر پڑی پھر ایک بلی نے چاہا کہ اس چڑیا کے گوشت میں سے کچھ حصہ لے۔ اس نے اس چڑیا کو کھانے کے لئے اپنی طرف کھینچا شاید اس غرض سے کہ نصف پہلی بلی کے منہ میں رہے اور نصف آپ کھائے لیکن کسی سبب سے وہ چڑیا دونوں کے منہ سے نکل کر زمین پر جا پڑی اور گرتے ہی پُھر کر کے اڑ گئی۔ چاروں بلیاں پیچھے دوڑیں مگر پھر کیا ہوسکتا تھا وہ کسی درخت پر جا بیٹھی اور بلیاں خائب و خاسر واپس آئیں۔ اس واقعہ کو دیکھ کر میرے دل کو بہت جوش آیا کہ اس طرح خدا تعالیٰ دشمنوں کے ہاتھ سے چھڑاتا ہے۔

(مکتوب بنام سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب آف مدراس، مکتوبات احمدیہ جلد دوم صفحہ 413-412)

(مرسلہ: طاہر محمود مبشر)

مالی مشکلات سے نجات

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی فرماتے ہیں:۔

’’ایک دفعہ خاکسار اور مولوی عبد اللہ صاحب سنوری کو قادیان دار الامان میں اکٹھا رہنے کا موقع ملا۔ ایک دن دوران گفتگو میں نے عرض کیا کہ آپ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی خاص واقعہ بتائیں۔ حضرت مولوی صاحب نے حضرت اقدس کی خاص برکات کا ایک واقعہ سنایا۔ آپ نے بیان کیا کہ میں ایک عرصہ تک مالی مشکلات میں مبتلا رہا اور کئی ہزار روپے کا مقروض ہوگیا۔ میں نے مالی مشکلات سے گھبرا کر بے چینی کی حالت میں حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور نہایت عاجزی سے اپنی مالی مشکلات کے ازالہ کیلئے درخواست دعا کی۔ اس پر حضور اقدس نے فرمایا میاں عبد اللہ ہم بھی انشاء اللہ آپکے لئے دعا کریں گے لیکن آپ اس طرح کریں کہ فرضوں کی نماز کے بعد گیارہ دفعہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ کا وظیفہ جاری رکھیں۔ چنانچہ حضور اقدس کے ارشاد کے مطابق میں نے کچھ عرصہ اس وظیفہ کو جاری رکھا اور خود حضور نے بھی دعا فرمائی خدا کے فضل سے تھوڑے ہی عرصہ میں میرا سب قرض اتر گیا اس کے بعد جب کبھی بھی مجھے مالی پریشانی ہوتی ہے تو میں یہی وظیفہ کرتا ہوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے لئے کشائش کے سامان پیدا فرما دیتا۔ یہ وظیفہ میں نے بار بار پڑھا ہے اور اس سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔

حضرت مولوی صاحب کی یہ بات سن کر میں نے عرض کیا کہ سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام تو اب وصال فرما چکے ہیں اگر حضور اس دنیا میں ہوتے تو آپ کی طرح حضور سے اس وظیفہ کی اجازت لے کر اس سے فائدہ اٹھاتے۔ کیا اب یہ ممکن ہے کہ ہم بھی اس وظیفہ سے کسی صورت میں آپ سے اجازت حاصل کر کے فائدہ اٹھا سکیں۔ اس پر حضرت مولوی صاحب نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اب تک اور کسی شخص کو اس کی اجازت نہیں دی تھی۔ لیکن آپ کی خواہش پر آپ کو اس کی اجازت دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اس بابرکت وظیفہ کی مجھے اجازت فرمائی۔ خاکسار بھی اب اپنی زندگی کے آخری ایام میں ہے۔ لہذا میں ہر اس احمدی کو جو میری اس تحریر سے آگاہ ہو سکے اور اس وظیفہ سے فائدہ اٹھانا چاہیے اپنی طرف سے اس وظیفہ کی اجازت دیتا ہوں۔‘‘

(حیات قدسی حصہ سوم صفحہ 80-81)

(مرسلہ: رفعت اسلام)

آج کی دعا

اِیْلِیْ اِیْلِیْ لِمَا سَبَقْتَنِیْ (تذکرہ)

ترجمہ: اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔‘‘(یہ دعا عبرانی زبان میں ہے)

ھُوَ شعْنَا نَعْسًا (تذکرہ)

ترجمہ: اے خدا میں دعا کرتا ہوں کہ مجھے نجات بخش اور مشکلات سے رہائی عطا فرما۔ ہم نے نجات دے دی۔ (یہ دعا عبرانی زبان میں ہے)

رَبِّ لَا تُبْقِ لِیْ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ ذِکْرًا (تذکرہ)

ترجمہ: اے میرے رب میرے لئے رسوا کرنے والی چیزوں میں سے کوئی باقی نہ رکھیو۔

حضرت مسیح موعودؑ کی یہ دعائیں پریشانی سے نجات حاصل کرنے کے لئے خاص الہامی دعائیں ہیں۔

یہ حضرت مسیح موعودؑ کی الہامی دعائیں ہیں جس میں انہوں نے اپنی پیاری جماعت کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونے کے طریق بتائے ہیں۔

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

طلوع وغروب آفتاب

23جولائی 2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:26	19:03
مدینہ منورہ	04:18	19:10
قادیان	04:04	19:31
ربوہ	03:44	19:11
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:46	21:03